BANGALORE A.M. DE 99

جلد ۴ | بمبئی:- دوشنبہ ۱۴ شعبان المعظم ۱۳۱۷ ہجری مطابق ۱۸ دسمبر ۱۸۹۹ عیسوی | نمبر ۴۱

مقدمۃ الجیش

لڑائی ہوئی آفت ہوگئی

خدا جانے کس نحوس ساعت سے اس لڑائی کی بنیاد پڑی ہے کہ ہمیشہ دقتوں کا سامنا رہا۔ اور تو کچھ نہیں مگر دوسری سلطنتوں کے اخبار اور بھی ناک میں دم اور دم میں ناک کئے دیتے ہیں صاحب یہ تو لڑائی کا موقع ہے کچھ ہنسی کا نوالہ ہے نہیں کہ کھا لیا اور غرپ سے پیٹ شریف کے اندر شکست و فتح یہی اتفاقی بات ہے جسکو خدا دے ہاں ہمارے بہادر سپاہی اپنی جان دینے میں دریغ کرتے ہوں تو البتہ یار لوگ قہقہے اڑائیں۔

ہم انگریز لاکھ نامرد کہیں کہہ سکتا ہے مخالف جو بکتا ہے بکا کرے بہرحال میں دیکھا ہیں [illegible] ہی کیا کہ سپہ گری ہی فتح [illegible] خدا جانے کب تک [illegible] ہو جائیگی [illegible]

افسوس صد افسوس

جب سے ٹرانسوال میں لڑائی چھڑی ہے جیسے کوئی موقع ایسا نہ نکلا کہ جی کھول کر کچھ دشمنوں کے بارے میں لکھتے اور اب جو کچھ ایسا ستم ہوتا جاتا ہے کہ سوائے افسوس کی اور زبان سے کچھ نکلتا ہی نہیں آئے دن ایک نئی مصیبت کا سامنا رہتا ہے کہاں تک انسان صبر کرے۔ خدا جانے کیا بے تدبیری ہو جاتی ہے کہ ہر معرکہ میں کچھ نہ کچھ نقصان اور کھلا ہی پڑتا ہے۔ ۱۴ دسمبر سے جو حال کا [illegible] رپورٹ جو تار آئے ہیں انہیں دیکھکر تو سب کے حوصلے پست ہو گئے۔

ابھی ۱۲ دسمبر کے تاروں سے واضح ہوا کہ گارڈن رجمنٹ (جو شجاعت میں فرد تھی) کے کرنل ڈاؤنہام اور مارکوئیس آف ونچسٹر مقتول ہوئے۔

اب آپ ہی فرمائیے کہ ایسے موقع پر سوائے افسوس اور کیا ہو سکتا ہے۔

غنیمت ہے

تاروں سے اتنی تسکین بھی ہو جایا کرے تو غنیمت ہے [illegible] ہمیشہ رپورٹ کرتے ہیں کہ [illegible] کے [illegible] بڑی قوت کیساتھ مقابلہ میں [illegible] کیطرف لوٹ گیا۔ جہاں ہر طرح کی سلامتی ہے۔ نیز فوج نے قیدی جو پہلے گرفتار کئے ہیں اور [illegible] نیز فوج کو بہت سخت نقصان ہوا۔ کئی ٹکڑیاں تو بالکل [illegible] کنگسٹن۔ نیز لوگ ہمارے [illegible] سے بہت [illegible] یہ تو بڑی قباحت ہے جب ہمارے گرفتار شدہ [illegible] کیساتھ اچھا برتاؤ کرینگے تو ہمارے سپاہیوں کو بھی ان کے ہاتھ گرفتار ہونیکی [illegible] ہوگی۔ اونکی [illegible] کیا ہی [illegible] بہت [illegible] ہیں مگر [illegible] ہمارے [illegible] ہی تو بڑی [illegible] ہے۔

آسمان کو بھی دشمنی ہے

ہے اب اسکا کیا علاج کیا جائے ٹرچ فوج تو بہادر وحشی تہا ادہر دشمن ادہر جہٹ سے لگی لڑائی۔ اب وہ تو بہ جی سلوکی کرنے دو تیموری ہے مگر آسمان کو کیا ہی کہ خدا خدا کر کے تو ہمکو یہ موقع ملا کہ ہم انکی جنرن پر گولہ باری کر کے اپنے حوصلے نکالیں۔ چنانچہ لارڈ رابرٹس رپورٹ کرتے ہین کہ اتوار کے روز دوپہر سے رات تک ٹرچ فوج کے ایک معتبر مورچے پر گولہ باری کی۔ لیکن رات بہر مینہ بہت شدت سے برستا رہا۔ اب کہئے کہ ہماری فوج کی بارود بھی مینہ سے سیل نہ گئی ہوگی۔ ہائے ایسے موقعہ پر اگر آسمان یہ ستم نہ ڈہاتا تو دشمنون کے دہوئیں اڑگئے ہوتے۔ ہاں اگر آسمان ہماری حالت پر آٹھ آٹھ آنسو روتا تہا تو خیر ہم شکریہ ادا کرتے ہین مگر ایسے موقعہ پر اپنے ٹرچ فوج کی ہمدردی مین آنسو بہائے تو ظالم نے ستم ہی کیا۔ بہلا اون کی ہمدردی کرنے کا یہ کونسا موقع تہا کمبخت کو یہ بہی نہین سوجہا کہ اسوقت واجب الرحم کسکی حالت ہے۔ افسوس ان دو رستم کہتا ہو کہ تیرا نالہ کیا ہے نیچے آئے تو کہا نم پالا کیا ہو۔ آخر اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ہماری بارود بیدم ہوگئی اور دشمنون کو کچھ نقصان نہ پہونچا۔ رات بہر گولہ باری کا کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ پیر کے روز علی الصباح ٹرچ نے ٹرچ فوج پر حملہ کی ٹہرا دی مگر ناکامی ہوئی۔ پیر کے دن ایک بجے [illegible] رجمنٹ ہائیلنڈ بریگیڈ کی مدد بہیجی گئی۔ شام تک ہماری فوج سے مقابلہ رہا غضب تو یہ ہے کہ [illegible] میل تک [illegible] لارڈ صاحب کہ آج تو ہمیں اپنے مورچہ کو سنبہالے رہنا مجبور ہوا کم ۱۰ ہزار ٹرچون سے مقابلہ کرنا پڑا جسمین ہمارا سخت [illegible] افسوس صاحب بہادر کا [illegible] نقصان [illegible] حیاتی کا لفظ ایسے موقعہ پر استعمال کرتے تو کتنا اچہا [illegible]

بہادر ایسے ہوتے ہین

واہ رے میرے شیر کیون نہو۔ اگر اتنی بہادری کیا نہوتا تو تمام انگریزی کیمپون مین دہاک کیسے بندہ جاتی۔ سچ ہے بہادر روہیلا بڑا دور۔ اب دیکہئے ٹرچ فوج کیسے پیش آتی ہے۔ یہان پہلے ہی سے یہ یقین کیا گیا ہے کہ دیکہئے مین کہ اب کے دن ٹرچ فوج کو شکست پر شکست ہوا کرے گی۔ چنانچہ تازہ خبرون سے معلوم ہوا کہ سٹورمبرگ مین جنرل گیٹیکر بہادر کا ٹرچ فوج سے ایک سخت مقابلہ ہوا۔ جنرل صاحب کے ساتھ ۴ ہزار آدمی تھے مگر جنرل صاحب نے خاطر خواہ شجاعت اور ہمت کی داد دی بہادر جو دیکہا ایسی خونخوار فوج کا مقابلہ تہا مگر بالکل گہبرائے نہین۔ ٹرچ فوج چونکہ بہت محفوظ اور مامون جگہہ پر تہی اور اس کمبخت نے ادہادہند گولہ باری شروع کر دی اسوجہ سے جنرل صاحب کو واپس لوٹنا پڑا۔ نقصان بہی بہت کم ہوا۔ ایسے [illegible] تو مین ٹرچ فوج کے وحشی سپاہی چہین لیگئے اور ہماری فوج کو [illegible] سپاہی اور افسر گرفتار کر کے لیگئے۔ جب جنرل صاحب نے دیکہا کہ جو مقام ہمنے اپنی حفاظت کے واسطے تجویز کیا تہا وہ ٹرچ فوج نے روک لیا ہے تو لاچار وہ پہاڑون کیطرف رجوع ہوئے مگر افسوس جب چوٹی پر پہونچے تو اپنے آپکو دشمنون کے پنجے مین بیطرح پہنسا ہوا پایا۔ برٹش فوج کو مجبوراً واپس ہونا پڑا۔ اور غضب دیکہئے کہ واپسی کیوقت بہی ٹرچ وحشی ہماری فوج کے پیچہے برابر گولہ باری کرتے رہے ۳ گہنٹے ۲۰ منٹ چلنے کے بعد ہماری فوج خدا خدا کر کے مولٹینو پہونچی۔ سپاہی گرفتار ہوئے افسر پکڑے گئے۔ توپ چہن گئی۔ ۳ گہنٹے تک تیر چلنا پڑا۔ یہ باتین تو بہادرون کی لڑائی مین یہ تو ہوتا ہی ہے۔

ہم تو اس ہمت کے قائل ہین کہ جنرل صاحب باوجود ان سب باتون کے گہبرائے نہین۔

کچھ نتیجہ نہ نکلا

گو کہ دیکہے خواب اچہے سینکڑون تعبیر کا ہین
وصل کی ہوتی ہین ان باتون سے تدبیرین کہین

جنگ ٹرانسوال کی نسبت آئے دن یار لوگون نے قسم قسم کے بندوبست کئے۔ طرح طرح کے خیالات ظاہر کئے۔ مگر افسوس ابتک تو وہی آش در کاسہ کا حساب ہے۔ آج فلانی رجمنٹ روانہ ہوئی۔ کل فلانی رجمنٹ وہان پہونچ گئی۔ ٹرچ فوج گہر گئی۔ ہمنے خوب جی کہول کے گولہ باری کی۔ دشمنون کا بہت نقصان ہوا۔ یہ سب کچہہ سنا مگر کوئی نتیجہ خیز بات ابتک ثابت نہوئی۔ اب خیال کیا جاتا ہے کہ ان پچہلی لڑائیون کا نتیجہ ہمارے واسطے بہت برا ثابت ہوا۔ اگر مقام ماڈر ریور مین لڑائیون کا یہی نتیجہ رہا جو اب تک ہوتا گیا ہے تو آگے چل کر ہمارے لئے یہ مقام بہی ایک دوسرا لیڈی سمتھ ہو جائیگا اسلئے ۴۰۰۰ ہزار سپاہی اور بہیجنے کی تجویز ہو رہی ہے بلکہ یہ رائے قرار پا چکی کہ تین ہزار فوج اور بہیجی جائے تاکہ آئندہ لڑائیون کا نتیجہ ایسا ہو کہ پہر دشمنون کے مقابلہ مین کسی قسم کی خفت اور زک اوٹہانی پڑے۔ کمبخت ٹرانسوال کی لڑائی بہی قیامت ہی کا نمونہ ہوگئی۔ ٹرچ فوج کے دلون مین نہ معلوم کہان کا جوش بہرا ہوا ہے کہ کسیطرح اپنی شرارت سے باز ہی نہین آتی۔ خیر دیکہا جائیگا۔ دیکہئے کہ یہ تین ہزار فوج وہان جا کر کیا گل کہلاتی ہے۔ کاشکہ پہلے ہی سے وہان فوج ٹڈی دل کیطرح کثرت سے روانہ کر دیجاتی تو اب تک کا ہیکو ان دقتون کا سامنا ہوتا۔ خیر اب سے آئے گئے ہوئے۔ اب ایسے وقت خدا ہمارے بہادر سپاہیون کو ہمت اور دلاوری سے کام لینا چاہئے۔ کیونکہ اون مردودون کا حوصلہ بہت بڑہا ہوا ہے۔ ہمارے بہادر بہی اسوقت جلتے غصہ مین بہرے ہوئے جاتے ہین یقین ہے کہ فتح ہی فتح کی خبرین سننے مین آئینگی۔

اب کے مزا آئیگا

بہت اودھم مچا رکھی تھی۔ بات بات پر گیدی خبر کی
پانچ فوج بہت اچھلتی کودتی تھی۔ ہماری فوج جو ذرا
کم ہو گئی تو لگے بغلیں بجانے کہ اب کیا ہی برٹش فوج
کے دھوئیں اڑا دینگے۔ یہ خبر ہی نہیں کہ یہاں فوج
کی ریل پیل مچا دینگے دیکھیں تو یہ وحشی کہاں تک
بڑھ بڑھ کے تلوارین مارتے ہیں اور کہاں تک قتل و
خون کرتے ہیں۔ یہاں بھی یہ سمجھ لیا ہو کہ سر میدان
کفن بر دوش داریم۔ وحشی بھی ہاتھ چلاتے
چلاتے تھک نہ جائیں تو ہمارا ذمہ۔ برٹش فوج کی تعداد
کم دیکھ دیکھکر بہت اچھلتے کودتے تھے۔ اب دیکھئے کیا
کرتے ہیں۔ یہاں ساتوین ڈویژن کو روانہ ہونیکا
حکم دیدیا گیا۔ اور ساتوین کیا آٹھوین ڈویژن کو
بھی کمر بستہ ہو کر تیار رہنے کا حکم ہو چکا ہے۔ یا
تو چھٹی ڈویژن ہی کی روانگی میں غل غش کر رہے
تھے کہ اتنی فوج کیا ہوگا۔ یہ خبر ہی نہیں کہ گورنمنٹ
فوجون کی ریل پیل مچا دیگی۔ اب تو فوج فوج کا
کفر ٹوٹیگا۔ یا اب بھی کچھ کسر رہ جائیگی۔ کفر ہی نہیں
ٹوٹیگا۔ بلکہ یہ ساتوین اور آٹھوین ڈویژن انشاء اللہ
شریف سے روانہ ہو کر وحشی ڈچ کی سر پر کیا بلا نازل
کرتی ہے۔ بہت دنون مچھلیان کھائین۔ اب آٹے
دال کا بھاؤ معلوم ہوگا کہ ہتھیوں سے گنے کھانیکا
یہ نتیجہ ہوتا ہے۔ پہلے ہی اگر انسان کچھ سوچ سمجھکر کام
کرے تو پیچھے بجائے ندامت کیوں ہو۔ دو چار معرکوں میں
معلوم ہمارے بہادر سپاہی پیچھے کیا ہٹ گئے کہ انکے ہاتھ
گویا ایک شگوفہ آ گیا۔ کہ اب مارا اور اب مارا۔ بھائی
سپاہی میدان سے بھاگتے ہی ہیں تو کون سی کیا شان نہیں کہ
بنا بنایا کھیل بگڑیگا۔ تو کون سی غلطی وہ ہمارے بہادر لشکر کے
بھاگنے کو سچ مچ کا بھاگنا سمجھ بیٹھے یہی تو غلطی کی بہرحال
میں ہمارا کیا نقصان جیسا بیچ دیا اب انکا خمیازہ ...

بڑونکی بڑی بات

ع سرو ز بعضا ند ستگر شد ... بعض نافہم کوتہ اندیش
حضور پرنور سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کی شان
مبارک میں قسم قسم کی باتیں بگھارا کرتے تھے۔ خصوصاً
انگریزی اخبارات اور بعض معزز جنٹلمین تو زمین
آسمان کے قلابے ملاتے تھے اور حتی الامکان سب لوگ
یہی کوشش کرتے تھے کہ کوئی تدبیر ایسی نکالیں جس سے حضور
ممدوح کے عظمت و جلال میں فرق آ جائے یا دیگر یورپین
سلطنتیں کسیطرح بدگمان ہو جائیں اور باہم جنگ چھڑ جائے اور
یار لوگ بغلیں بجائیں اور قہقہے اڑائیں۔ غرض کہ اپنے بیہودہ
خیالات اخبارات کے ذریعے سے عام لوگوں پر ظاہر کر کر کے
حضور خلیفۃ الاسلام کی شان عظمت لوگوں کے دلوں
سے کم کرنا چاہتے تھے۔ ہر چند ان ناعاقبت اندیشوں نے
اپنے نامۂ اعمال کیطرح اخبار کے کالم کے کالم سیاہ
کر ڈالے مگر یہ خبر ہی نہیں کہ عزت اور دولت ہر شخص
کو خداوند عالم کیطرف سے دین یا دنیا میں حاصل
ہوتی ہے۔ پھر جسکو خداوند عالم معزز اور موقر بنائے اسکی
عظمت و جلال کون مٹا سکتا ہے۔ مثل مشہور ہے کہ آفتاب
پر خاک ڈالنے سے آفتاب کے نور اور تجلی میں کچھ فرق نہیں آ سکتا
بجا خسرو رحم کرکے اللہ اوپر اٹھنگے اور نور پر باد خدا اور پر قبر
شریف انکی کو سر سبز پہلو سو فرشتے ہیں سہ عزرائیل
نکند دعن تباہ بیخ نشود ازلکہ غور کجاہ باوجود دیکہ
ان عقل کے دشمنوں نے بہت کچھ ٹین ٹین مچائی مگر آخر کار
خداوند عالم کے فضل و کرم سے ان کی ساری ٹین ٹین فش ہو گئی
سچ ہے سہ صد حاسد بد ذات سے کیا ہوتا ہے وہی
ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔ جون جون ان لوگون
نے زمین سر پر اٹھائی ورون دگون خدا لایزال نے حضور خلیفۃ
اسلام امیر المومنین سلمہ اللہ تعالی کی عظمت و شان تمام عالم
کی نظروں میں اور بھی بڑھائی عام لوگ تو ایکطرف بعض
سلطنتیں بھی اس واقعہ کو دیکھکر دنگ ہو گئیں۔

چنانچہ

انگریزی خیرخواہوں نے دولت انگلشیہ اور
ترکی سلطنت کے جھگڑے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا
اور قسم قسم کے شگوفے چھوڑ چھوڑ کر دولت انگلشیہ کو
ابھار دیا تھا کہ ذرا بھی کوئی بات ہو اور دونوں دول
میں جنگ کی ٹھن جائے۔ مگر واہ رے حضور خلیفۃ الاسلام کے
حوصلے کہ ان لوگون نے باوجود دیکہ خیرخواہی کے
میں ہاتھ ہر قسم قسم کے بہتان جوڑے مگر
کے عالی منزل پر کچھ اثر ہی نہوا۔ جنگ ٹرانسوال
کے معاملہ میں تو حضور نے ایسی عالی حوصلگی کر
دکھائی نام سایئں کا۔ حضور سلطان المعظم نے
خندہ پیشانی کیساتھ اپنے سفیر صاحب کو جو لندن
میں تار دیا۔ کہ ٹرانسوال کی لڑائی میں دولت انگلشیہ
کی نسبت بہت وحشتناک خبرین سننے میں آتی ہیں
خدا کرے کہ یہ سب خبرین جھوٹ ثابت ہوں
خبروں کو خوشی کے ساتھ نہیں سنتا۔ اگر یہ خبرین
صحیح ہیں تو میں بہت دلسوزی کیساتھ تم کو اطلاع دیتا
ہوں کہ تم میری طرف سے ہمدردی ظاہر کرکے یہ
کہ اگر ترک سپاہی ایسے وقت میں کچھ مدد کر سکے
حاضر ہیں۔ برٹش گورنمنٹ کیطرف سے اگرچہ
جواب ابھی نہیں دیا گیا۔ تاہم دولت انگلشیہ کے
کے اکثر لکچروں اور تقریروں سے یہ بات ثابت
ہے کہ گورنمنٹ انگلشیہ نے اس ہمدردی کو نہایت
قدردانی اور وقعت کی نگاہ سے دیکھا ہو۔

اب کہاں ہیں وہ خیرخواہ جو قومی
کے پردے میں قسم قسم کے زہر اگلا
دیکھو عالی حوصلگی اسکا نام ہے۔ اور
بادشاہوں کے یہ کام ہیں

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے
جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

بمبئی کی آبادی

سات حرفوں کی تحقیق

پتلون ۔ یہ ہندوستانی زبان میں بیکار لکھنا چاہیئے۔ جیسا اس … کسی کپڑے کی قدر نہیں اور اس میں تاثیر ایک کیسا ہی کہ حقیقت آدمی ہو۔ جہاں اسکو پہنا اور آدمی ذرا مہمل ہوا۔ سڑک پر اگر پتھر بھی پڑا ہوا اٹھا تو بھی … کہ ضرور ٹھوکر ماریگا۔ ریسنگ گھوڑوں کے لئے تو دستوری نصیب ہے۔ پتلون پہننے چاہئے جس مسافر کے پیر پر جا کر … اور پتلون میں ہاتھ ڈالکر … آنکھیں نکالیں بس پھر کیا ہمت ہے جو کچھ کرو۔

چوخالہ ۔ ہر ایک مکان کی چھت بڑے دالان کی طرح کو نہیں باغیچے میں ایک سوکھا سا کر دیا جاتا ہے۔ اور دو میں لکڑی کی بانس … لگا دیتے ہیں یا سوکھے سے دیوار کی … بنا دیتے ہیں اسی سے یہ فائدہ ہے کہ بارش کا پانی … کے رستے نیچے اوتر جاتا ہے دیوار پر ہی ہوتی ہو … بچا لیتے ہیں۔

کھیٹ ۔ یہ انسان ہے لنگر حیوان چرند پرند کوئی ایسا نہیں جو سب زد لکھتا ہو اسی کے لیے انسان تمام دنیا کے سفر کرتا ہے۔ محنت مزدوری۔ جھوٹ سچ۔ نوکری چاکری۔ غلامی۔ اچھا پیشہ شریف جسکو کوئی کام کاج آمادہ … امیروں کی خدمتگاری کرتے ہیں۔ جوتیاں اوٹھاتے ہیں … کام کرتے ہیں اور جنکو کسی کی غیرت نہیں اور … غیروں کو تکلیف نہیں دینا چاہتے وہ بھیک مانگتے ہیں … کی جھڑکیاں سہتے ہیں یا کسی پنڈو خانہ میں پڑے … لوگوں کی خدمت کرتے ہیں۔ سوداگر پیشہ … اگر چودہ کان کھولتے ہیں تو رات کے گیارہ بجے تک … بیٹھے۔ دن بھر خریداروں سے جھوٹ سچ بولا … بناتے مال کی … میں کوشش کرتا وہ نہیں … تماشا کیا چیز ہے اور یہ کس جانور کا نام ہے

اسکا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ خدا انکو عزت آبرو دیتا ہے۔ چار پیسے بھی خوش رہتے ہیں۔ غرض یہ سات کام پیٹ ہی کے لئے کرنے پڑتے ہیں۔

پیپل ۔ یہ ایک درخت ہے جو اکثر ملکوں میں ہوتا ہے پھل پھول پتے کسی کام کے نہیں۔ اہل ہنود کا نیر تعظیم ضرور ہے اور درختوں میں یہی درخت ہے جو پوجا جاتا ہے عورتیں کچے سوت کا دھاگا لپیٹ کر اسکی جڑ میں دودھ اور پانی ڈالتی ہیں اور خدمت کرتی ہیں۔ ہندو لوگ اکثر بنگلوں کا پودہ لگا کر بڑی محنت سے پالتے ہیں۔

پیام یار ۔ اس فقرہ کی شرح لکھنی کچھ ضرورت تو ہے نہیں۔ جنکی طبیعت کے یاد … دل کے آدمی تو پھر … ہو گئے مگر اس نام کا ایک گلدستہ لکھنؤ سے نکلتا ہے اور ہے بھی برا نا۔ مگر اسکا انتخاب کبھی حسد سے خالی نہیں سوائے داغ کے دہلی سے اور چاہے کسی کی غزل جائے وہ تین سے زیادہ شعر نہیں چھپتے۔ یا تو یہ کہ داغ سے اچھا دہلی میں کوئی لکھنے والا نہیں یا انتخاب کنندگی سمجھ میں کسی کی شعر نہیں آتے۔ اہل لکھنؤ کی بڑی بڑی لمبی چوڑی غزلیں لکھی جاتی ہیں غرض یہ کہ یوں تو ہزاروں جگہ کام کیا ہے مگر بطلب سعدی دیگر است … ملاحظہ ہو۔

ٹمٹم ۔ انگریزی گاڑی۔ جسکو عام زبان میں بگھی بھی کہتے ہیں۔ پرانی چال کی آدمیوں سے یہ نام بھی اچھی طرح نہیں نکلتا۔ کیونکہ ایسی گاڑیوں کا رواج اس زمانہ میں زیادہ ہو گیا۔ پہلے وقتوں میں رتھ یا تمبولیاں یا بارکش تھے ان سب میں بیل جوتے جاتے ہیں اور آہستہ آہستہ چلتی ہیں یہ کتنی بڑی خوبی کی بات ہے کہ ایک گاڑی میں سارا کنبہ کا کنبہ بیٹھ لو۔ کم سے کم دس مرد اور بارہ چودہ عورتیں اس بارکش میں بیٹھ سکتی ہیں اور یہ گاڑیاں دو یا تین سواریوں سے زیادہ نہیں لیتی۔ مگر چلتی بھی ہوا کے ساتھ ہے ایک یا دو گھوڑے جوتے جاتے ہیں اور ایک سائیس آگے آگے دوڑتا چلا جاتا ہے ایک پیچھے کھڑا رہتا ہے اس گاڑی کی عزت آپ وجہی بہت ہے

باقی آئندہ ۔ واقف

وہی آسمانی نمبرو پتنی

طاعون میاں یہ چھوڑو تو چھیڑیں پیر کو
ہر بال میں مرض ہو جہاں ہے ہیں تیر کو

نمبر ۲ تو تاثیر کا ۱۲ ۱۱ ہجری … ہجری و تیم دوام ہے کسی کی برات یا سواری جا رہی ہے جس میں ہی طرح کا سامان عیش مہیا ہو جسکو نیہیر دنیا میں ایسی بانی نہیں دکھائی دیتی ہو اس خوشی میں … ہو حقیقت یہ کس کی … ہے جو مشغل کرے وہ ٹھیک بارہ بجے دن کے نکل بھاگتا ہے اپنی اپنے کام میں ہر ایک مصروف ہے کہ کسی کی بات کا جواب نہیں دیتا سکا … تو نہایت کر وفر کے ساتھ … پر بیٹھے ہوئے نظر پڑے اور یہ کون میاں … السلام علیکم و علیکم السلام ہی کہاں کوچ ہوا … مقام طاعون رہ جاتے ہیں۔ ادھر سے سلیں وان ابھی … کیا کرو گے۔ نہیں چاہیے کچھ ہو … اسبوع شنبہ میں … کرینگے طاعون یہ ہی بسر کرینگے۔ یہاں ایسی کسکی وا … صدقے ہو نیکے واسطے اوپر ہی اوپر … ہے حقیقت ایک تو بال بال میں مرض لیا ہند ا ہوا پڑا ہی تھا دوسرے چاروں طرف کی للکارنے اور دم ناک میں کر دیا ہے۔ آپ دور کیوں جاتے ہیں کل کی … کا ذکر سن لیجئے ٹھیک بارہ بجے دن کے جب … کرسی پر ڈٹے تو ناگہانی پیٹ سے گرج کی آواز نکلی اڑا اڑا دھم ہو کر ایک فیر ہوئی فیر کا ہونا تھا کہ جان وبال میں مبتلا ہوئی۔ جیسے چھو لگ گئے آنا فانا میں تحقیقات کا … ہر طرف سے کون تھا کون تھا کے اشارے ہونے لگے ابھی تک دو چار ہی تو اے بحث السر الکمہ پہنچے ہونگے آب زمزم کی نوبت ہی نہ آنے پائی تھی کہ نئی تحقیقات کی پولیس سر پر آ کھڑی حضرت معدہ اشیے پہلے مانس کا ہے کو تھے جو چکے سے

نفس کو ہضم کر لیتے اور تحقیقات کی نوبت نہ لاتے جوش غضب میں ملتے نہ بہت کر کھایا جائے گا بیٹھیے اور مسند زینت حضور اقدس کا پاجامہ لیسی معطر ہو گیا۔ ایک ذرا سی بات پر جان وبال میں مبتلا ہو گئی تھی مگر خدا نخواستہ کوئی اس سے زیادہ واردات ہو جاتی تو جان کے بھی لالے پڑ جاتے اس وجہ سے باوجود دنیا ہی کو ترک کیے دیتے ہیں نہ دنیا میں رہیں گے نہ یہ تکلیفیں پہنچیں گی بس اس وجہ سے کل سامان زیست جمع کر کے وہاں کا ارادہ ٹھان لیا ہے۔ خدا راست لائے۔ یار عزیز دوست دشمن سب جگہ موجود ہیں وہاں بھی یہی وقت پیش آئی تو کہاں جاؤ گے۔ بہتی وہاں کوئی کھٹکا نہیں بڑے مزے میں زندگی بسر ہوتی ہے۔ میں تو وہاں سے آکر بیچتا ہوں۔ آپ سمجھتے ہیں کہ جیسے حضور اقدس یہاں تشریف لائے ہیں۔ صدہا قسم کے تفکرات میں مبتلا کا کلیجہ گھلے جاتے ہیں۔ آج حضرت ملا عون کی تشریف آوری کی دنیا کا خاتمہ ہے۔ روز نجومیوں کی پیشین گوئیاں اور طرح طرح کے انقلابات جیسی تو آبادولت لے لیں۔ دوریں بھیدی بس ۃ میں بے خوف و خطر زندگی بسر ہو گی۔ گرمی کا کھٹکا نہ جاڑے کا جھنکا۔ برسات کا غم نہ بہار کی خوشی بھی جاتے تو یہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔ بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ آدمی اچھا خاصا زندہ مقام علیین پر چلا جائے اور پھر جب جی چاہے واپس چلا آئے۔ پیر و مرشد چونکہ یہ نئی اور عجیب کی نرالی بات ہے اسلئے ابھا سکر بھی۔ ویسے اکثر شہروں سے مخلوق جوق جوق چلی جا رہی۔ اچھا تو حضور کے بار کات اجنانب جبھی ہیں۔ اور یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ پہلے وہاں کا سارٹیفکٹ تو حاصل کر لیجیے جب ملک جانیکا نام لیجیے۔ میاں آزاد زمانہ سارٹیفکٹ کون ہے جس سے حاصل کرنیکی ضرورت ہو۔ سارٹیفکٹ مقام علیین پر جانیکا یہ ہے۔ لے ادتبا ہوا انجارسہ تاکی چڑھ جانے والی کھانسی۔ خرخرہ و سے کی جھنک۔ ناتی کے بار رختہ باکتھنے کے بیچ کی مٹھیاں۔ اونٹ کی لمبی گردن

کے غدود۔ بلا کو خان کے ٹاکو دہر کاٹنے والے ٹنیا بیٹھ شستر کو ذبح کرنے والا تلوار۔ آسمان کو چیر دینے والا نظام۔ جب آپ یہ جو سندیں حاصل کرلیں تب سمجھئے کہ آپ پاس ہو گئے۔ ورنہ یہاں ہی بیٹھے رہ جاوگے۔

خیر تو آپ تشریف لیجاتے ہماری بھی خدا حافظ اب کی دفعہ تو میاں بجھا در کو ادھر ملاحظہ کر لینے دیجیے۔ دو میاں یہ بھی ایک ہی ہیں بجھا در تو دیکھتے سے خود ہی مقام علیین کو تشریف لیگئے۔ چلتے وقت اخبار عمی ہمدرد کے نام روانہ کرا ہی گئے۔

راقم [illegible] ریاست [illegible] از میرٹھ

مولانا عبدالحلیم شرر سے سرسری ملاقات

مسٹر شرر گرتہ از جنگ پردہ کے بارہ میں جو آپکا یک تصور [illegible] الخنسا کی مصیبت کا اکثر ڈالا وہ بہت کچھ درست ہے اگر اسکی صحت میں ہم جہلاء عقل کو خاص تامل نہ ہوتا تو آپکی یہ جادو بھری تحریر ایسی موثر بالطبع ہوتی کہ النقش کا لحجر کا مصداق ہو جاتی۔ آپ شاید خیال کرینگے کہ ہم جہلا سے مخاطب نہیں ہوتے۔ بیشک جواب جاہلاں باشد خموشی لیکن نہیں جسقدر انبیاء کرام مبعوث ہوئے وہ کیسکی رہبری و ہدایت کو اور کیوں؟ جہلا کی ہدایت کیلیئے! جب جہل حد سے تجاوز کر گیا تو بعثت ظہور میں آئی پس علماء بھی ورثۃ الانبیاء ہیں۔ اگر جو ورثہ علما اسی مقصود کے لیئے۔ لہذا آپکو معاشر ہونے میں آپکی بھی تفہیم جہلا لازم ہے۔

— اس قصہ میں جو امور کہ سمجھ میں نہیں آئے عرض کیا جاتا ہے۔

(۱) شوکت حسین صاحب جو حیدرآباد تشریف لیگئے اور انہوں نے اپنی بہو عزیزہ کو نہیں دیکھا یہانتک کہ آخر تک [illegible] پر سوار ہوئے۔ یہ بات رواج ہند خصوصاً لکھنؤ سے بعید ہے۔ آپ یہ فرمائیں گے کہ مجھے زیادہ رواج لکھنؤ کا دانستہ دوسرا کوئی نہیں کیونکہ جناب وہیں کے ہیں۔ سکتا کیا افضل جان بھی حضرات لکھنؤ سے تھے اور انہوں نے بھی مثل شوکت حسین صاحب اپنی بہو عزیزہ کو نہیں دیکھا نہ بہو لکھو۔

(۲) مانا کہ وہ بھی ایسے ہی تھے تو کیا بہو بھی اور حیدرآباد سے اناؤ تک بند ہی دونوں صاحبوں سے بہو عزیزہ سے ایک کلمہ نہیں کہا۔ حالانکہ ضروریات سفر اس امر کے یقین دلانے میں بالکل خلاف ہیں۔ حالانکہ صرف دو ہی دن اگر بفرض محال تسلیم بھی کیا جائے کہ ایک کلمہ عزیزہ کی زبان سے ہاں نہیں نکلا۔ تو کیا دوسرے مسافروں یا اہالیان ملازموں یا قلیوں سے بھی گفتگو کی نوبت نہیں آئی۔ اگر آواز افضل خان یا شوکت حسین صاحب کو شناسا ہوتی تو بہو عزیزہ کی بہو کی ہو گیا سفر میں تمیز آواز نہ تھی کہ اچھا بہ سفر کی آواز کو پہچانتیں یہ بات بالکل عقل سے باہر ہے اس جگہ شاید آپ فرمائینگے کہ گو وہ آواز کو پہچانتی نہیں مگر بہ باعث حیا کچھ کہہ نہ سکیں اگر یہ جواب آپکا ہو گا (خدا کرے کہ یہ جواب نہ ہو) تو یہ حیا اور اس حیا سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی ہے جس کا حشر اور سکے ناکے کو گیا اور تمہارا جو کو بازار اور اس سے استفسار حال کیا۔ اگر یہ کہ عقل سلیم ایسی حیا کا قائل نہیں ہے تو پھر یہ کیونکر عقل میں آسکتا ہے کہ حالت بیہوشی ہو جب باہم افتراق ہی ہو رہا تھا۔ ایک دوسرے نے کہکر خدا حافظ کہا اور اپنی اپنی منزل کے رستہ روانہ ہوئے یہانتک دوسری گاڑی میں سواری بھی کرائی اور ہو نہ آواز ہی سنی اور نہ پہچانا کہ یہ شخص غیر ہے اس جگہ پر اگر یہ کہا جائے کہ شوکت حسین صاحب وافضل خان صاحب نے [illegible] سکے بعد اپنی زبانیں قطع کر دی تھیں یا کہ ایمن کو سی لیا تھا تو البتہ ایسا ہو سکتا ہے جو آپ نے رقم فرمایا۔ ورنہ ناممکن بلکہ محال عقل میں نہیں آتا کہ ایک شریف لڑکی ایسی جرات کرے کہ مجمع عام میں آواز دے اور کہے کہ میرے دولہا کہاں ہیں اور میری صحبت میں غیر شخص کیوں ہو۔

اگر ایک شریف لڑکی کا ایسے وقت میں اور اس مقام پر قبول بھی کیا جائے تو پھر ایسے خاص وقت میں کہ جب وہ غیر شخص کے گھر میں اور اس حالت میں کہ بارو [illegible] کوئی بھی نظر نہ آوے جسکے دل میں اسکی جانب کچھ التفات ہو خاص وقت میں [illegible] خوف سے برطرف ہو جاتے [illegible] غالباً [illegible]

ترجمہ ان دنوں پر غور نہیں فرمایا تھا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ روز پردہ کی بار ادام اٹھا بیکار ہے سے آپ نے اسکو گرا دیا تھا۔ بلطیف کیا نہیں اگر اصلیت یہ ہے بھی تو اسے ندارد ہے کہ جب شوکت میاں صاحب اور افضل خان صاحب جدا ہوئے اور اپنی اپنی ہوئی کی فضیلت دہوکر لینے لگے یہ بات ظاہر ہو گئی اور دوسے آپکی ہوئی۔ اگر ایسا نہیں تو اطمینان دلائیے۔

راقم۔ میں ہوں آپکا خیرخواہ۔۔۔ از جبلپور۔

ننانوے ایک سو ایک

ارے میاں پنچ بہادر چوت۔ حضرت واہ۔ آجکل تو آپکے مزاج ملتے ہی نہیں کیوں تم ہو جیسی اللہ دوود۔ ارے ہاں کچھ یاروں کا بھی حصہ ہے کہ اکیلے ہی الگ رکھو بے تکلف دوستوں سے تو منہ نہ چھپایا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ ایک دن لال خان کے لکڑ سے بند ہو جاؤ تو تمام دن کی کسر ایکسی ہی دم میں نکل جائے یار تم بڑے لال جلول آدمی معلوم ہوتے ہو۔ تمہاری چپلیاں سمجھ میں نہیں آتیں۔ معلوم ہی ہو کہ تمہاری نشا کیا ہے۔ حضرت جب صاف صاف نہ کہلائیے بس میاں خالی ہے ہاتھ رکھیے اسمنے سے املی کے پتے پر ہیں اوڑا دیجئے [illegible] گنجے کبھی یوں ہی دماغ چاٹے جاتے ہو اب کہو کہ دو دن میں نہ کہو نگا تم ناراض ہو گے۔ واہ ناراضی کا کونسا موقع ہے اچھا تو لو سنو ... ننانوے ایک سو ایک۔ اب کچھ سمجھے واہ کیا خوب مجھے بھی آپنے کہیں کا دوبنا لیا ہے بھلا میں نے بھی ننانوے اور سو کو کیا جانوں۔ میں کچھ بنیا۔ بقال مہاجن۔ خزانچی یا جمعدار یا محتار تو ہوں نہیں کہ روز گنتوا تا پھروں بھئی اگر صاف صاف کہنا ہے تو کہو ورنہ رستہ صاف کرو۔ مجھے ایسے پیچ اور معمے بازیاں پسند نہیں آتیں ہاں اگر آپ نا سمجھ ہیں تو میں آپ سے کہوں گا نہیں ہے اگر آپ سمجھدار ہیں تو آپکو میں کیا بتاؤں نہیں آیا کچھ سمجھ کے درمیانی حصہ میں یا نہیں اچھا تو فرمائیے کیا مطلب ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ... ننانوے ایک سو ایک ... لاحول ولا قوۃ وہی ایک ایک پھر اچھا اب میں سمجھا آپ اس ذریعہ سے میرا امتحان لینا چاہتے ہیں کہ دیکھوں مجھے گنتی آتی ہے یا نہیں۔ اچھا لیجیے سنئے اور رکھیے نذرانہ۔ ننانوے ایک۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ ایک کم سو اور سو ایک یعنی ایک سو۔ اب آیا آپکی فہمید شریف میں یا نہیں۔ واہ خوب سمجھے اور اسپر طرہ یہ کہ لائیے نذرانہ آپ بھی کہیں کہ حاکم مجسٹریٹ یا تحصیلدار ہیں کہ رسمی نذرانہ کی اہرائے بیٹھے ہیں۔ حضرت حاکم اور تحصیلدار کی نہ کہیئے جو انسان وہ ہیں وہ میں بھی ہوں صرف فرق اتنا کہ وہ ملازم ہیں اور میں ملازم نہیں ہوں اوسکی سوا کے تحصیلدار کے لفظی معنے ہیں کسی چیز کو کسی کے پاس سے حاصل کر کے اپنے پاس رکھنا یعنے تحصیل معنے لینا اور دار معنے رکھنا۔ چنانچہ آپ سایل ہیں آپ مجھے نذرانہ دیجئے میں لونگا اور رکھونگا اپنے ملک میں اور حاکم کا لفظ بھی مجھپر بخوبی راست ہے چنانچہ میں بھی اپنے ملازمان خاص پر حکومت کر سکتا ہوں اور کرتا ہوں مجھے نہیں [illegible] لینا چاہو تو پھر لاؤ ورنہ وہ چپت لگاؤں ہو گے کہ جنہیں یاد ہی ہو گئی کیوں رے ترم تم اپنی شرارت سے باز نہیں آتا ہر کام میں منہ پھیلائے رہتا ہے ہر معاملہ میں دخل و معقولات کیا کرتا ہے۔ رہ تو جا ابھی جو کا کھا چکا ہے پھر تیری خبر لیتا ہوں۔ او بے لیسنا دغا فی تو نے ابتک پاخانہ میں لوٹا نہیں رکھا کیوں رے خبیث یہ تیری سستی دیکھ تو تیری کتنی آنکھوں میں سلائی نہ پھیروں تو کچھ بات کیوں صاحب نہ کہو گے بس میں بھی صاحب حکومت ہوں اب سمجھئے لائیے نذرانہ۔ واہ صاحب واہ خوب لفظ تحصیلدار کی مٹی خراب کی ہے حضرت آپ ایسے دو چار سب خدا کے بہوں تو دنیا کا خاتمہ ہی ہو جائے جائیے حضرت ہم نہ لیتے ہیں نہ دیتے ہیں۔ معلوم ہوا ابھی آپ نیند ہی میں ہیں اچھا آرام کیجئے صبح حاضر ہوں گا انشاءاللہ۔

راقم ہم ہم ہم ہم۔ از جبلپور۔

مولانا پنچ بہادر

گورنمنٹ۔ ریاست نا بہ تیں نہ وہ لوگ نہ وہ باتیں وہ زمانہ اور نہ وہ انصاف مرحوم مہاراجہ کشمیر کا جو کے وقت میں تھا۔ کنور رنبیر سنگھ صاحب رئیس مسرور سورج سنگھ صاحب رئیس پھر کبھی غنیمت ہیں اور ٹوٹی پھوٹی پہاڑی ریاستوں کا ذکر ہی کیا۔ خیر ریاست کے لائق مسالہ نہ تھا۔ ہاں خدا خوش رکھے غلام محی الدین کشمیری کو جو ریاست کو بدنام کر کے گورنمنٹ کی آنکھوں میں حقیر ٹھہرائے۔ میاں پنچ بہادر صاحب آپ اس غلام محی الدین کشمیری کو ریاست کا جنرل یا وزیر نہ خیال کیجئے۔ اور نہ کوئی معزز اہلکاروں میں خیال کیجئے اور نہ شہر کے رؤسا میں تصور کرنا یہ تو ایک بہت ہی ذلیل شخص ہے۔ نہ کچھ پڑھا نہ کچھ لکھا۔ صرف چوڑے رنگنے وغیرہ کا کام کرتا ہے۔ ایسے ذلیل شخص کا ذکر کیوں درج اخبار ہوتا ہے میں یہ بھی ظاہر کرتا ہوں۔ اکثر ہم نے دیکھا کہ غریب مسافروں پر جو اس بے ایمان نے سختی کی اور وہ بیچارے مہاراجہ صاحب کے پاس فریادی ہوئے تو انکی بھی ظلم رسیدہ بمعاش ٹھہرائے گئے۔ اور انکے لئے یہ حکم ہوا کہ آئندہ ہماری ریاست میں قیام نہ کریں۔ غلام محی الدین کے لئے کچھ بھی نہ ہوا اور ہوتا کیسے۔ مہاراجہ صاحب کی نظر عنایت بھی یہی باعث ہے کہ یہ کم بخت سودی لوگوں پر ظلم اور ستم کرتا ہے خدا معلوم مہاراجہ صاحب پر کیا جادو کیا ہے کہ جو اوسنے سا آدمی ہم بہت ہی ذو ذلیل ہے اور اسطرح سے غریبوں پائے بڑی مشکل ہوئی اگر کوئی بھولا بھٹکا ملازمت کی غرض سے یا کوئی سیر و شکار کی غرض سے ریاست میں چلا بھی آیا تو یہ کم بخت اونکی مٹی خراب کئے بغیر کیوں چھوڑنے لگا۔ مہاراجہ صاحب چاہئے کہ ایسے شخص کو ریاست سے علاحدہ کر دیں ورنہ شبہ ہوتا ہے۔ راقم سپاہی زبر

ہمچو نگارین پر ایک سرسری نظر

افسردہ ۔ تمیذ شاعر ۔ تمنا نکلنا وہ تو مقدر ہی میں نہیں ؛ حسرت سے انکو دیکھنا بھی ناگوار ہے ؛ تمنا اور نکلنا دونوں مقدر میں نہیں ۔ تو پھر تیسری حالت کونسی ہے ۔ اسپر مرنیکی شکایت اور طرز ہے سے دونوں میں درد ادا ہی نکلتی ہیں واہ واہ ؛ دلبری ہے ۔ درد آنکھوں میں نظر رہے ؛ ہم بھی کہدیں سبحان اللہ ۔ دل کی ادا و جگر کی ادا فرار (دوزخ کا نمونہ) ہوش کا تحرہ مراسن کا غمزہ بھول گئے ۔ عقل کے ناخن لیجئے سالگین میں بھی تمہاری چلے ہیں جانیں ؛ لالہ زار جاتا وہ دل داغدار ہے ؛ شعر لکھا ہے ۔ یا باوے سید کی بڑی ۔ الہم زدہ فرد ۔ دونوں مصرعوں کا ربط قابل داد ہے ۔ افسردہ دل مٹے اوٹھے جائیں ؛ چلے پھر آج یاد کیا ہو بگا رہے ؛ کیا کوہ نمرات نرالی ہے ۔ ماشاء اللہ آپنے تو تصویر کھینچدی حسن تخیل کی پرداز کا لا داد نہیں دیتا دو ۔

جوہر ۔ تمیذ شاعر ۔ سینہ ہے چاک چاک جگر داغدار ہے ؛ دل مریض عشق پہ کیسی بہار ہے ؛ الا کشت زعفران زار بنا ہوا ہے لیکن سینہ کے چاک ۔ دل و جگر کے داغدار ہونیکا کیا ثبوت ۔ قاہ ۔ قاہ ۔ قاہ ۔ کیا چشم کس کی مست نگاہیں ستا گئیں ؛ جیں اسقدر جو دل داغدار ہے ؛ مست نگاہیں ستا گئیں ؟ یعنے نابود کر گئیں ۔ پھر کیسی ۔ اور مست نگاہوں کیواسطے ستانا بھی نئی بات ہے ۔

حمید ۔ تمیذ شاعر ۔ سینہ جگر کے داغوں سے پھر لالہ زار ہے ؛ جوش جنوں سے آمد فصل بہار ہے ؛ جوش جنوں میں سینہ و جگر داغوں سے لالہ زار بنگئے ۔ نیا مضمون ہے ۔ چشم بد دور ؛ سے بیدردیوں سے ٹھوکر دنیر پھر کر ہیں جو ہیں ؛ یہ بھی خوب ہے مگر کسکا انتظار ہے ؛ مصرعہ اولی کی بندش ... نے مصرعہ کی بندش سے مقابلہ کر کے نکو تیار کیا ۔ پامال مضمون ہزار ہ ... نکاپس خوردہ دساہید ہ ۔

حسن تمیذ ناسخ ۔ تیر ترا ہے کیوں مرا سینہ فگار ہو ؛ کب تک دو ہاتھوں زخم کہیں کچھ شمار ہے ؛ مصرع اولی سے مصرع ثانی کا جوڑ بہت خوب ملایا ہے ۔ کیوں مرا سینہ فگار رہو کچھ شمار ہے کی رعایت اچھی ہے ۔ کیسا تصرف معلوم ہوتا ہے سے مجھ سا فدا ہو گا کوئی تیرا اے صنم ؛ کہنے کو دیں تو غیر بھی تیرے نثار ہے ؛ دونوں جگہ تم پہ دم کی تکرار تسنہ گر تیرہ کا مزا دیتی ہے ۔

فصیح الملک داغ ؛ ۔ اس فتنہ گر سے ہم تو ہیں توڑ جوڑ ؛ شامت تو دیکھئے کہ جو ناکردہ کار ہے ؛ دونو جگہ تو توڑ کی تکرار اس کہنہ مشقی میں عین فصاحت کی دلیل ہے سے قیمت سوائی ہو گئی ہے پہلے کشیدہ ؛ جو میفروش ہے وہ مراقبہ صفدار ہے ؛ کیا نازک خیالی ہے ایسے اعلیٰ درجہ کے مضامین حصہ خاص میں داخل ہیں ۔ ماشاء اللہ آپ شاعر ہونیکے علاوہ نجومی بھی ہیں ورنہ کشیدہ سے پہلے سوائی قیمت کی مقدار کیونکر معلوم ہوتی سے ان پہلوؤں سے پوچھ لیا اوستے دل ؛ نکلا مری زبان سے بے اختیار ہے ۔ ان پہلوؤں کی تشریح ۔ جنسے لینے درد دل پوچھ لیا ۔ اور آپکی زبان سے بے اختیار نکلگیا کہ ہائے اور بالفرض اوسنے آپکو دم دیکر پوچھ لیا تو یہ فرمائیے آگے کیا ہوا اور پیچھے کیا ہوا تھا ۔

داس بلند شہری ۔ شاگرد شاعر ۔ لیجائیں جو دلکو حلقہ گیسوئے بچھیں گر ؛ پھر یہ نہ کہنا شرم مری پردہ دار ہے ؛ اچھی چیز ہے ۔ نہ معلوم لیجائیں کا مرجع کون ہے ۔ اور دونوں مصرع کسقدر چسپاں ہیں کر باید و شاید ۔

سلطان تمیذ شاعر ؛ قاصد کسیطرح آئے مجیب تک اچھا ۔ لا ؛ آگے مرا نصیبہ اللہ یار ہے ؛ سبحان اللہ چشم بد دور مصرع اولی کا قالب کتنے موزون الفاظ میں بٹھا دیا گیا ہے ٹھیٹھ اردو ۔

شاعر دہلوی ؛ ۔ دل کو ہی چین ہے نہ جگر کو قرار ہے ؛ اللہ کس عذاب میں یہ جان زار ہے ؛ دل و جگر کے بے چین و بیقرار ہونیکا ثبوت کیوں نہیں ؛ پہلی ہی منزل میں گھبرا گئے ۔ بس بس خدا کیواسطے تحسین لکھائیے ؛ جو بات ہو فریب کی بے پیدار ہے ؛ بات کا فریب بیدار ہونا ان فقرات سے ظاہر ہے ؛ مصرع اولی میں تحسین کی پھر بار کو منع کیا گیا ہے ؛ باقی خیر صلاح ۔ اچھے شاعر ہیں سے تیری نگاہ ناز کوئی کیا بتائیگا میں جانتا ہوں میں مرا سینہ فگار ہے ؛ اچھی زبان دانی ہے ۔ مصرع اولی تو آب ہی لکھا ہو نگاہ ناز کوئی کیا بتائیگا خاص فصاحت کے سانچے کا ڈھلا ہوا محاورہ ہے اور دوسرے مصرع میں (میں میں) کی زبان ہی بالکل ... وجہ سے اسکے متاع حسن پہ دل تک لگا دیا ؛ آگے مرا نصیب ہے اللہ یار ہے ؛ اللہ اللہ متاع حسن پہ دل تک لگا دیا معلوم ہوتا ہے کہ اور چیزیں پہلے لگ چکی ہیں لیکن انکا ذکر نہیں ۔ اسلئے دل تک بھی ہے سے بری وفا کا ذکر نہیں ہائے کیا کروں ؛ تیرے گلے میں کونسی سپہر لگا رہا ہے ؛ سر پیٹ لیجئے بلکہ رو دیجئے لیکن ایسی بیتابی کہاں کی ہے ۔ محرم آنیوالا ہے ۔ دل کا بخار خوب نکال لیجئے ورنہ ہائے کیا کروں سے کیا مطلب ۔ اور ہاں کی نہ پوچھئے ۔ خالص سینا ناسی کے پیرل سے تار نفس عدو کا ہو دست جنوں نہ چھیڑ ؛ کیا یہ بھی کوئی میرے گریبان کا تار ہو ؛ یہ مضامین کہلاتے ہیں ۔ اگر کوئی سمجھ گیا تو بات ہی کیا بھری ۔ اس شعر نے تو میاں جعفر زٹلی کی روح کو بھی شرما دیا ۔ بھلا کوئی معنے تو بتائے سے ہم رو رہے ہیں اور ہنس رہے ہیں ؛ اچھی پرفضائی ہے پروردگار ہے چشم بد دور ۔ کیا اعلیٰ درجہ کا شعر ہے خصوصاً اول مصرع کی زلف بیچارن کیطرح پیچدار ہے جسکا سمجھنا ہی دشوار ہے ۔

یہ ٹھیٹھ اردو زبان ہے ۔ اور ہنسنے روٹھنے کا باعث سمجھے کسی نے ... دلایا ہوگا ۔ زبان بھی کیا موزوں سانچے میں ڈھلی ہوئی ہے ؛ خوب ستھری ہوئی ہے ۔ نرالی ادا سے نخرے بنائے ... ایسے ہنستے ہیں ۔ کیوں کچھ سمجھے ؛ بلکہ کانپنا ہو سبزہ لحد ؛ یہ بھی غریب ... شرمسار ہو ؛ شبنم کا رسنے عرق عرق ہو جانا گو جانا تو سب بولتے ہیں لیکن ہمارے فصیح اللسان کے محاورہ میں شرمساری ہو کا نپنا بھی داخل ہوگیا ہے اور یہ بھی ہے

جنگ ٹرانسوال و برٹن

لنڈن ۱۴ دسمبر ٹربیلا سے جو سپیشل تار آئے وہ مظہر ہیں کہ گارڈون رجمٹ کے کرنل ڈاؤنمین اور مارکوئیس آف وینچسٹر مقتول ہوئے ۔

لندن ۱۳ دسمبر لارڈ میتھون کا ایک تار منظور ہے کہ ہمارے توپ خانہ نے اتوار کے روز دوپہر سے رات تک ڈچ فوج کے ایک مضبوط مورچہ پر گولہ باری کی اور رات بھر بہت مینہ برسا اور پیر کے روز علی الصباح ہائیلنڈ برگیڈ نے ڈچ مورچہ پر حملہ کیا ۔ مگر ناکامی ہوئی ۔ اس کے بعد گارڈز کو حکم ہوا کہ ہائی لینڈر برگیڈ کی معاونت کریں ایک کیولری سے توپ خانہ کے بائیں طرف سے اور گارڈز نے دہنی طرف سے دشمن پر حملہ کیا پیر کے دوپہر کو ساڑھے ایک بجے گارڈز رجمنٹ ہائیلنڈ برگیڈ معاونت کے لئے بھیجی گئی ۔ شام تک ہماری فوج دشمن کی فوج کے مقابلہ میں اڑی رہی ۔ دشمنوں کے مورچے ۶ میل تک پھیلے ہوئے ہیں ۔ لارڈ میتھون کا ذکر ہے کہ آج میں اپنے مورچہ کو سنبھالے ہوئے ہوں مجھے کم از کم ۱۲ ہزار ڈچ فوج کا مقابلہ کرنا پڑا ہمارا نقصان بہت سخت ہوا ۔

سرکاری رپورٹ مظہر ہے کہ پیر کے روز جنگ ماڈر ریور میں جنرل واچوپ مقتول ہوئے ۔

لارڈ میتھون کی فوج کے ۶۹۳ مجروح سپاہی آرنج ریور پہونچ گئے ۔

لندن ۱۳ دسمبر ریوٹر ماڈر ریور سے تار دیتا ہے کہ ہائیلنڈ برگیڈ ڈچ مورچہ سے بہت قریب ہوگئی ۔ ۲۰۰ وار کا فاصلہ ہے اس زمانہ تک اس خوبی سے کوچ کیا کہ دشمن کو خبر بھی نہ تھا ۔ مگر جب اس قدر قریب پہونچ گئے تو دشمن کی طرف سے سخت گولہ باری شروع ہوئی اور ہائیلنڈ برگیڈ کو سخت نقصان اٹھا کر پسپا ہونا پڑا ۔ تھوڑی دور تک پیچھے ہٹنے کے بعد پھر انہوں نے ایک غار کی پناہ میں تمام سپاہیوں کو جمع کیا ۔ اور مقابلہ میں کھڑے ہوگئے ۔ اتنے میں گارڈن رجمنٹ پہونچی اور ڈچ مورچہ سے ۳۰۰ وار کے فاصلہ پر قیام کر کے داد شجاعت دی دونوں طرف کا نقصان بہت سخت ہوا ۔

لندن ۱۴ دسمبر لارڈ میتھون رپورٹ کرتا ہے کہ منگل کے روز صبح ہی سے دشمن بڑی قوت کے ساتھ مقابلہ میں آگئے اسوجہ سے کہ میں ماڈر ریور کی طرف لوٹ گیا ۔ جہاں سلامتی ہے جو ڈچ قیدی ہمارے ہاتھ گرفتار ہوئے ہیں انکا ذکر ہے کہ ڈچ فوج کا نقصان بہت سخت ہوا ۔ کئی ٹکڑیاں پوری کٹ گئیں ۔ ڈچ لوگ ہمارے مجروحین سے بہت اچھا سلوک کرتے ہیں ۔

۵ ویں ڈویژن کو کیپ جانیکا حکم ہوا ہے اور ایک ۶ ویں ڈویژن کو بھی تیاری کا حکم ہوا ہے ۔

لندن ۱۱ دسمبر جنگ سٹورمبرگ میں جنرل گیٹیکر کے ساتھ ۴۰۰۰ سپاہی تھی ۔ ریوٹر مولنسو سے ۱۰ دسمبر کو تار دیتا ہے کہ جنرل گیٹیکر کی فوج بڑے اطمینان سے کوچ کر رہی تھی کہ دفعۃً جیسے فوج جب ایک وادی میں داخل ہوئی اسوقت ڈچ فوج کی گولہ باری نے اسے حیرت میں ڈالدیا ۔

لندن ۱۱ دسمبر آج پریٹوریا سے ایک تار آیا جو مظہر ہے کہ جنگ سٹورمبرگ میں ڈچ فوج نے برٹش فوج کے ۶۷۲ سپاہی اور افسر گرفتار کئے ۔

لندن ۱۱ دسمبر تازہ خبروں سے معلوم ہوا کہ جنگ سٹورمبرگ میں برٹش فوج کی ایک توپ بھی دشمنوں کے ہاتھ لگ گئی ۔ جب جنرل گیٹیکر کی فوج پر دشمنوں کی طرف سے دفعۃً گولہ باری شروع ہوئی ۔ تو جنرل گیٹیکر بالکل گھبرائے نہیں بلکہ انہوں نے اپنی فوج کو اچھی طرح جمع کیا ۔ اور دشمن کی گولہ باری کا جواب دینا شروع کیا ۔ مگر دشمن کی قوت بڑی ہوئی تھی علاوہ ازین وہ بہت محفوظ مقام پر تھے اس وجہ سے واپس لوٹنا پڑا ۔

لندن ۱۱ دسمبر جنگ سٹورمبرگ میں جب جنرل گیٹیکر نے دیکھا کہ ایک مقام کو ڈچ فوج نے روک لیا ہے تو وہ ترا اور پہاڑی کی طرف رجوع ہوئے ۔ مگر جب چوٹی پر ہماری فوج پہونچی تو خود کو چاروں طرف سے دشمنوں کے نرغہ میں گھرا ہوا پایا برٹش فوج کو مجبورًا پسپا ہونا پڑا ۔ واپسی کے وقت بھی دشمن کی گولہ باری جاری رہی ۔ اور ۹ میل تک تعاقب کیا ۔ مگر وہاں تک گولے نہیں پہونچ سکتے تھے ۔ ۳۰ گھنٹے تک تیز چلنے کے بعد برٹش فوج مولسنو پہونچی ۔

مقام سینسیڈم پر جنرل فرینچ کی فوج اور ڈچ فوج میں مقابلہ ہوا ۔

طاعونی شمار

تاریخ	بیماریاں	اموات	کل مرض
۱۰ دسمبر	۳۹	۲۴	۱۹۰
۱۱ "	۳۰	۳۱	۱۸۰
۱۲ "	۲۸	۲۲	۱۸۶
۱۳ "	۴۵	۲۴	۱۶۷
۱۴ "	۴۵	۲۹	۱۶۹
۱۵ "	۵۶	۴۲	۱۰۹
۱۶ "	۳۶	۳۷	۱۹۷

مطبع حمیدی واقع بمبئی بھنڈی بازار میں حکیم محمد عبد الحمید فرخ دہلوی مالک و ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا ۔